ادبیات

جامعۂ عثمانیہ کا جشنِ زریں

جناب احمد سورتی صاحب ریڈر شعبۂ کیمسٹری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

علم: اٹھ یہ کیوں خوابیدہ ہے،
دیکھ تیری یاد میں ایک جشنِ زریں ہے وہاں
تیرا مسکن تھا جہاں

جامعہ: میرا مسکن ؟؟
کیا کبھی رہتی تھی میں زیرِ فلک ؟
کیا یہ گوشہ سورگ کا ــــــ
یہ محل بے آب و گل ۔
خونِ دل پر رقص کرتے یہ حبابِ آرزو
جن میں ہم سب شاد ہاں، حیراں، پریشاں، بے نشاں
پھرتی ہیں بے خانماں ۔
کرب اور اندوہ کے دریا کی لذت الاماں !
جیسے عاشق کے سناں !

فرشتہ: کربلا کی ریت میں دنیائے دل خوابیدہ ہے

اس زمیں کی موت سے نیرنگ ہستی زندہ ہے
اٹھ کہ تیرے زخم کی خاطر میں لایا ہوں نمک
پھینک دے جامِ شکستہ! چھوڑ دے رنجِ فدک
اور رکھ دے ہاتھ سے کین و عداوت کا علم
ہے یہی اس عالمِ اسباب میں تسخیرِ غم

علم: تو تو بزمِ علم ہے۔
کیوں تو حرکاتِ لساں کی الجھنوں میں پھنس گئی؟
یوں لکھو یا وُوں لکھو کی پستیوں میں دھنس گئی!
اٹھ اور اپنے خونِ دل کا تاجِ زریں کر قبول
گردشِ چرخِ کہن کے مست گہوارہ میں جھول

وقت: میں نے سطحِ آب پر خاکے بنائے سینکڑوں!
یہ بنانا اور مٹانا معنیٔ رفتار ہے!
جو ترا آزار ہے،
وہ نگاہ یار ہے!
ایک ہی جھونکے سے جو گر جائے وہ گل ہی نہیں!
"جو خزاں نادیدہ ہو بلبل وہ بلبل ہی نہیں"

سہیلیاں: خونِ دل میں خراب رہتے ہیں!
ہم غمِ آرزو میں بہتے ہیں!
حسرتوں کا بنا کے گلدستہ
تندیٔ آسمان سہتے ہیں!
ظلم کے خواب رفتہ کی تعبیر

اپنی خاموشیوں سے کہتے ہیں!
چھوڑ دو ہم تڑپنے والوں کو
ہم اسی خوابداں میں رہتے ہیں!

فرشتہ: پھر وہی یادِ گذشتہ، پھر وہی رنجِ کہن!
جامعہ: چھوڑ کر بے باک نالہ میں نہ لوں دار و رسن!
خواب جو دیکھا تھا میں نے برسرِ تعبیر ہے!
میرا عزمِ نوجواں اب ملک کی تقدیر ہے!
میں اٹھی تھی خود لسانی، کار جنر گاتی ہوئی!
ظلم کی تاریکیوں میں شمع بھڑکاتی ہوئی!
میرا ننھا سا سفینہ، ٹوٹے پھوٹے بادباں!
جس کا حسنِ نازنیں تھا گردِ کلفت میں نہاں!
وہ مرا پہلا سفر، اور وہ سمندر بے پناہ!
کیسے طوفانوں میں پھنس کر میں بنا لائی تھی راہ!
اپنی محفل، اپنے نغمے، اپنے گانے اپنا ساز!
خفتہ ارمانوں کی بیداری کا یہ بھی تھی راز!
ہائے کھلنے بھی نہ پائی تھی ابھی میری زباں!
کردیا دیوِ تعصب نے مجھے جنت نشاں!
تعصب: میرا نام محترم اور تیری ہرجائی زباں!
خون اب بھی کھولتا ہے گرچہ ہے تو بے نشاں!
اب بھی تیرے پھول، میرا خوابِ ہیبناک ہیں!
تیری شمعِ غیر سوز۔

میں نے اس کی ایک چنگاری اٹھالی گود میں
اور اپنے جسم کو اس سے جہنم کرلیا۔
پھر اسی کی آنچ سے پہنچا کے اک سیدھی پلیٹ!
کردیا تجھ کو بھسم۔ اے فتنۂ یادِ حرم!
تیری کج رفتاریاں غیروں کی آوردہ نہیں؟
سچ بتا تو ہند کے دشمن کی پروردہ نہیں؟

سہیلیاں (سب مل کر): اے مرے ہندوستاں!
اے خطۂ جنت نشاں!

تعصب: چھوڑ یہ جھوٹے ترانے، بھول یہ دھوکے کی چال

سب مل کر: کتنی پرآشوب ہیں
تیرے جنوں کی سرگرمیاں۔
تیرا دشمن ہو رہا ہے
کیوں تیرا عزم جواں
اور آنکھوں پر بندھی ہیں
دشمنوں کی پٹیاں۔

علم: "عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی!
نقش گرِ ازل ترا نقش ہے نا تمام ابھی
خلقِ خدا کی گھات میں رند و فقیہہ و میر و پیر!
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی!
دانش و دین و علم و فن بندگیٔ ہوس تمام!
عشقِ گرہ کشائے کا فیض نہیں ہے عام ابھی!

ندائے غیب: کوئی سمجھے تو اس کو سمجھاؤں!
دل کے خاموش ساز پر گاؤں!
نالۂ درد و شکوۂ بیداد
ان کو لے کر کہو کدھر جاؤں؟
درد، دل میں مجھے بلاتا ہے!
کہیں اس کی کسک ذرا پاؤں؟
مجھ سے برگشتہ، خود سے برگشتہ!
آئینہ ان کو کیسے دکھلاؤں؟
میرے آدم کا نقشۂ تعمیر
ہو کے رہنی ہے جس کی خوش تفسیر
کس کے ہاتھوں میں اسکا پرچم دوں!
کس کو رازِ ثباتِ آدم دوں!
ہے یہ مشکل، کہ ہے بہت آساں!
مہر و الفت ہے قسمت انساں،
اسے تعبیرِ کائنات کہوں یا اسے نغمۂ حیات کہوں